نیا جگ — نئی روشنی

"آج کے پیغام"

(ایک کتابچہ جو مہاتما گاندھی جی کے جنم دن پر شائع کیا گیا)

ناشر۔ سوڈھی گوربچن سنگھ گوشاں

قیمت فی کاپی ایک روپیہ

"دو نذریں"

پہلی نذر صرف ایک شعر میں ہے

جس کے ناموں کا نہیں ہے "انت" کچھ

میری سب نذریں ہیں اُس کے نام پر!!

(کوشاںؔ)

دُوسری نذر

گاندھی جی کے جنم دن پر شائع کیا گیا یہ کتابچہ میں اُن حق پسند احباب کی خدمت میں بھینٹ کرتا ہوں جنہیں اُن کے مسلکِ حیات سے کوئی رہنمائی ملی ہے اور جنہوں نے بھارت کے اس مجاہد درویش کے خود ضبطی، ایثار، اہنسا اور عالمگیر محبت کے آدرش کو سچے دل سے اپنا کر اپنی زندگی میں انسانی قدروں سے پیار کرنے کی بھی مقدور بھر کوشش کی ہے!

(گُوربچن سنگھ کوشاں)

(۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

نئے اور پرانے جگ کی کہانی

"کبھی تو نیا جگ آئے گا ہی" یہ تصور برسوں سے دُنیا کے بڑے سربراہوں کے دماغوں میں بس رہا ہے۔ مگر وہ "نیا جگ" آتا ابھی کسی کو نظر نہیں آتا جس کی کاغذی تصویریں ہم سب اخبار و رسالوں میں دیکھتے آ رہے ہیں۔ شاعروں کے نئے سندیسے لیکر میں بھی آج آپکے سامنے حاضر ہو رہا ہوں اور کتابی دُنیا کے پرانے دستور کی پیروی کرتے ہوئے میں یہ ایک مختصر دیباچہ اس لئے ہی لکھ رہا ہوں کہ اہل نظر کو بتا سکوں یہ شاعروں کے پیغام کس مطلب کے لئے اس کتابچہ میں جمع کئے گئے ہیں۔ اور ان سے "نیا جگ" لانے کے لئے کہاں تک کام لیا جا سکے گا۔

چند لفظوں میں اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ نیا جگ آئے گا کب؟ تو میرا جواب یہی ہو گا جب ہم سب مل کر دُنیا کے اندھیروں کو اجالوں میں بدلنے کی سچے دل سے کوشش کریں گے اور خود غرضی چھوڑ دیں گے۔ تفصیل کی بات پوچھو تو پرانے اور نئے جگ کی ایک لمبی بحث بھی چھڑ سکتی ہے۔ جہاں تک انسانی عقل اور تاریخ سے روشنی ملتی ہے۔ دُنیا کے ہر ملک میں نئے اور پرانے جگ کے گہرے سائے پڑتے نظر آئے ہیں۔ جب نیکیوں کی قدریں گھٹ جاتی ہیں اور بدی کی سرکش فوجیں چڑھ آتی ہیں تو اُسے "پرانا" یا "کالا جگ" کہا جاتا ہے جب دُکھوں میں پھنسی ہوئی دُنیا کو اندھیرے میں اُجالے کی کوئی کرن دکھائی دیتی ہے تو اُسے "نیا جگ" کہا جاتا ہے۔

ہندوستان کے اتہاس کی کھوج کرنے پر پتا ملتا ہے کہ بہت سے نیک دل انسانوں نے اپنے وطن میں نیا جگ لانے کے لئے دن اور رات ایک کر دیئے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک پل لوگوں کے دُکھ دُور کرنے کے لئے وقف تھا۔ ایسی انسان اور سچے پیار کا نہ مٹنے والا اثر

ہے کہ بھارت کے طول و عرض میں ساری قومیں دیوالی کے دن مہاراجہ رامچندر جی کی یاد منا تی ہیں۔ مٹھائیاں بانٹتی ہیں صرف اس لئے کہ وہ سچائی کی خاطر لڑے تھے۔ اور انہوں نے ایک نیا یُگ لاکر دکھایا تھا۔ اسی طرح سانورے سلطان کرشن نے حق و باطل کی لڑائی میں پانڈوؤں کی مدد کی تھی۔ اور کورووں کو کورکشیتر کی جنگ میں ہرایا تھا۔

مہاتما گوتم بدھ اور شری مہاویر کی ساپہ کھری تعلیم بھی آج تک یاد ہے اُنکے بعد مہاراجہ اشوک نے اپنے کردار کی دھوم مچاکر دُنیا بھر میں اپنی نیکی پھیلائی۔ اور اسی کے لحاظ سے آزاد بھارت میں اُن کے "اشوک چکر" ہی کو اپنے نشان کے لئے اپنایا گیا۔

آج سے صدیوں پہلے "اشوک اعظم" بھی ایشیا میں نیا یُگ لانے میں کامراں ہوئے تھے۔ آگے چلیں تو سکھوں کے محبوب گورووں کا اتہاس سامنے آجاتا ہے۔ گورو نانک نے ایکتا۔ امن اور انسانیت کا پرچار کرکے اس سچائی کو اجاگر کر دکھایا کہ توحید کے رشتے سے ساری دُنیا کے لوگ ایک ہی باپ کے بچے ہیں۔ یہی پرچار کبیر صاحب اور کئی دوسرے بھگتوں نے بھی کیا۔ انسانی بھائی چارے کا نہ بھولنے والا سبق سکھ گورووں میں گورو گوبند سنگھ جی کے جذبۂ حق و انصاف سے بھی سیکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے صادق سکھ بھائی کنہیا کو دشمن کی فوج کے زخمیوں کو پانی پلاتے دیکھ کر اپنی چھاتی سے لگایا تھا۔

اُنہوں نے ذات پات کی حدیں توڑ کر امرت پرچار کیا جس میں اُن کی دلی خواہش یہی تھی کہ ایک ایسی مضبوط سوسائیٹی پیدا کی جائے جو چھوت چھات کے بھوت کو بھگا کر ہندوستان میں انسانیت کا نیک یُگ لائے۔ اس کام کے لئے انہوں نے خود سینکڑوں دُکھ اُٹھائے اور اپنے سارے خاندان کو قربان کر دیا۔

شاہ اکبر اعظم نے رواداری کی سپرٹ آشکار کرتے ہوئے دینِ الٰہی کا پرچم بلند کیا۔ یہ متحدہ قومیت کے لیئے ایک سعی تھی اور مغل بادشاہوں نے ہی دلکش اور سب کی پیاری زبان اردو کی وسیع پیمانہ پر قدر دانی کی تھی۔

وہ چلے گئے تو راجہ رام موہن رائے جیسے سوشل ریفارمروں نے اپنا کام کیا۔ آخر ہڈیوں کا ایک چلتا پھرتا ڈھانچہ موہن داس گاندھی کا روپ دھارن کر کے آگیا۔ اُس نے اہنسا اور سچائی کے اصولوں کو اپنا کر اُن طاقتوروں کے خلاف برسوں جنگ آزادی جاری رکھی جن کی سلطنت پر رات یا دن میں سورج نہ ڈوبتا تھا۔

"نیکی جیتے گی اور بدی ہارے گی"۔ یہ حقیقت ایک بار کچھ دھندلکے میں چلی گئی جب اس نیک دل سادھو کو بھی اسکی اپنی قوم کے ایک گمراہ نوجوان نے ہی گولیوں سے ٹھنڈا کر دیا مگر پھر ہوا کیا؟ نیا جگ لانے کے لئے جان دینے والا گاندھی مر کر امر ہو گیا۔ اور آج اس کا مسلکِ حیات دُنیا میں اثر انداز ہے۔ اُس نے ڈاکٹر راجندر پرشاد اور جواہر لال نہرو کو جانشین بنا کر دور اندیشی دکھائی۔ اسلئے ایشیا اور افریقہ میں آزادی کی سچی تڑپ جاگ اُٹھی۔ بہت سے دیس غلامی کے بندھنوں سے آزاد ہو گئے۔ ہمارے نیک رہنماؤں نے یہ اچھا کام کیا کہ امن اور ہم وجودیت کی پالیسی کو اپنا کر انہوں نے ہندوستان میں تعمیری کاموں کی طرف دھیان دیا۔ اور اپنا یہ خیال بھی ہر موقع پر ظاہر کر دیا کہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ساری دُنیا کی تہذیب کو مٹا دیں گے۔ صرف امن کے دور میں ہی صحیح تعمیر و ترقی کی منزل تک ہم پہنچ سکیں گے۔ ورنہ تباہی تو نازل ہو کر ہی رہے گی۔ ہماری بھارتی سرکار کی پالیسی یہی رہی ہے کہ ہر جھگڑے کا فیصلہ باہمی بات چیت اور مصالحت سے ہی کیا جائے۔

"خود جیو اور دوسروں کو جینے دو" سے بھی آگے "دوسروں کو جینے میں مدد دو" کی

حمایت ہماری خارجہ پالیسی سے نمایاں ہوتی رہی ہے ۔ یہ رَوا داری یہ صُلح جوئی کبھی مہنگی بھی پڑی ہے ۔ مگر ہم نے اپنی روایتی پالیسی کی پاسبانی کرتے ہوئے اپنے نُقصان کی بھی پرواہ نہیں کی

آقائے کائنات ہمیں (ہندوستانیوں کو) توفیق دے کہ جبتک جئیں اپنے بھارت کو مضبوط بنائیں ۔ اور اُسے اپنے جوشِ عمل سے اتنا نیکنام کریں کہ ساری دُنیا کسی دن اس حقیقت کا اعتراف کرے کہ ہندوستان نے کُرۂ ارض پہ نیا یُگ" لانے کے لئے خاطر خواہ کارنامے سرانجام دیئے ہیں ۔

اِنسانی ضابطہ میں قرض کو فرض ہی سمجھا جاتا ہے ۔ اس لئے میں مُلک کے مجاہد درویش گاندھی جی کے جنم دن پہ اپنا یہ کتابچہ بھی اپنے ذِمہ نکلتی قرضہ کی قِسط کے طور پہ مُلک کے سب پاسبانوں اور جاںنثار خیر خواہوں کی خدمت میں بھینٹ کرتا ہوں ۔

گر قبوُل اُفتد زہے عِزّ و شرف

گوربچن سنگھ کوشاں

سنگت پورہ سوڈھیاں

(ضلع پٹیالہ)

جمہوریت گاندھی جی کی نظر میں

اِنسان کا بنایا ہُوا کوئی بھی ادارہ ایسا نہیں ہے جسمیں خطرے اور خامیاں نہ ہوں ۔ کوئی ادارہ جتنا بھی بڑا ہوتا ہے اُس کے غلط استعمال کے اتنے ہی زیادہ امکانات ہوتے ہیں ۔ جمہوریت ایک عظیم سنستھا ہے اسلئے اس کا غلط استعمال بھی بہت ہو سکتا ہے اِس کا علاج اُس سے بچنا نہیں ہے بلکہ اُس کے غلط برتاؤ کے امکانات کو کم کرنا ہے ۔

(مہاتما گاندھی)

(روزانہ پرتاپ آزادی ایڈیشن ۔ 15-8-75)

(ایک ہی ایک)

اُجالے جو گُورو نانک نے دِکھائے

ایک پِتا ایکس کے ہم بارک (گُورو گوبند سنگھ)

زمینیں کئی آسماں ایک ہے
خُدائی کی حد میں جہاں ایک ہے
نظر میں سمایا ہے جس کا جمال
وُہ دِلدار جانِ جہاں ایک ہے
جُھکیں جس کے آگے امیر و فقیر
وُہ فرمانروا حکمراں ایک ہے
عناصر ہوں کتنے ہی ہر جسم میں
مگر اُن کے پردے میں جاں ایک ہے
خُدا ہے ہر اِک پھول کا بانکپن
چمن ایک ہے باغباں ایک ہے
کِسی سے کِسی کی ہو قسمت الگ
مگر دِل میں دردِ نہاں ایک ہے

جہاں میں ہزاروں زُبانیں چلیں
محبت کی گُونگی زُباں ایک ہے
ہیں شیخ و برہمن کے جھگڑے فضول
نظر ایک ہو تو جہاں ایک ہے
جنہیں مِل گیا بزمِ وحدت سے جام
ہم ایک اُن کا بیاں ایک ہے
بہار و خزاں جینا مرنا ہے کیا؟
سمجھ لیں تو یہ داستاں ایک ہے
جھکتے ہیں سجدے ہزاروں مگر
درِ عشق کا آستاں ایک ہے
کوئی دُوسرا اُس کا محرم نہیں
مرے عشق کا رازداں ایک ہے

گورُبچن سنگھ کوشال

"سچ ایک تصویریں پانچ"

(ہر مذہبی کتاب میں سچائی اور لوگوں کی بھلائی کی تعلیم ملتی ہے)

"اے انسانو! تمہیں ہمیشہ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ باہمی امداد سے تمہارا سکھ بڑھے سب کو سُکھی دیکھ کر دل میں خوش ہونا چاہیئے۔ اور دوسرے کو دُکھی دیکھ کر کسی کو ہرگز سُکھ نہ ماننا چاہیئے بلکہ ہمیشہ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ سب فارغ البال اور سُکھی رہیں۔"

رِگ وید خنک ۸ ادھیائے ۸ ورگ ۹ ۴ منتر ۴)

"انسان انصاف اور دیانت داری سے اپنا فرض ادا کر کے ہی درجۂ کمال پر پہنچ سکتا ہے اور کسی طرح نہیں۔"

(شریمد گیتا ادھیائے ۱۷ منتر ۴۵)

"فرقہ بندی اور مکر و فریب سے خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ سچی ریاضت کرنے اور من کے جیتنے سے ہی روحانی تسکین مل سکتی ہے۔ من جیتے جگ جیت۔"

(گورو نانک صاحب کی جپ جی کی ۲۸/۲۹ ویں پوڑی کا نچوڑ)

"نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار رہو، مگر گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اللہ کے غضب سے ڈرو۔"

(قرآن شریف ۱۶۹ النساء)

مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے دلدادہ ہیں مبارک ہیں وہ جو پاک باطن ہیں اور مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے جاتے ہیں۔ (انجیل مقدس متی باب ۵ صفحہ ۱۴)

"اچھے آدمی"

بن کے مورت پریم کی آتے ہیں اچھے آدمی
نیکیاں دنیا سے لے جاتے ہیں اچھے آدمی

ان کا ہر آنسو بنا کرتا ہے ہیرے کی کنی
ہنستے ہیں تو پھول برساتے ہیں اچھے آدمی

جام دل ہیں بادۂ خون جگر پیتے ہوئے
غم ہی کھاتے ہیں اگر کھاتے ہیں اچھے آدمی

ضبط و استقلال کا سکہ بٹھا دیتے ہیں وہ
جان پر بھی کھیل ہی جاتے ہیں اچھے آدمی

فکر میں رہتے ہیں اوروں کیلئے بھی رات دن
پیار سے غیروں کو اپناتے ہیں اچھے آدمی

درد سے خالی کبھی دل انکے ہوتے ہی نہیں
صدق کی تصویر بن جاتے ہیں اچھے آدمی

ہو نہیں سکتے در زردار پر سائل کبھی
ہاتھ پھیلانے سے شرماتے ہیں اچھے آدمی

بھول جاتے ہیں جو دشمن کی بھی اپنے دشمنی
کب کسی کو رنج پہنچاتے ہیں اچھے آدمی؟

دوسروں کے واسطے بھی آگ میں ہیں کودتے
موت سے ڈرتے نہ گھبراتے ہیں اچھے آدمی

عزم اور ایثار کر دیتے ہیں ان کو نامور
مکر کا کب جال پھیلاتے ہیں اچھے آدمی؟

جو بدل دیتے ہیں تدبیروں سے بھی تقدیر کو
زندگی میں مر کے دکھلاتے ہیں اچھے آدمی!

نیکدل لوگوں کے ہوتے ہیں رفیق و آشنا
ہر غرض پیشہ کو ٹھکراتے ہیں اچھے آدمی

مذہب ملت کے جھگڑوں سے انہیں کیا واسطہ
پیار سے رہنا ہی سکھلاتے ہیں اچھے آدمی

جو برائی سوچتا ہے آدمی اچھا نہیں
راز یہ رمزوں میں سمجھاتے ہیں اچھے آدمی

محفل الفت کی ہی رونق بڑھانے کے لئے
شوق سے کوشاں کو بلواتے ہیں اچھے آدمی!

(گوربچن سنگھ کوشاں)

"پریم دیپک کی کرنیں"

گاندھی جی کے قیمتی بچن

• مرنا آجائے تب ہی دھرم میں اصل طاقت پیدا ہوتی ہے۔ دھرم کی بنیادیں مرنے والے ہی مضبوط کیا کرتے ہیں۔ کسی کو مار کر کسی دھرم نے ترقی نہیں کی۔ مرنے سے ہی دھرم پنپتا ہے اسی سے اسکی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔

• ایشور کے سامنے ہم سب گوپیاں ہیں۔ ایشور نہ ہی مذکر ہے اور نہ ہی مونث۔ اس کے نزدیک مذہبوں کا اختلاف بے معنی ہے وہ سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے وہ لوگوں کے دلوں میں رہتا ہے اور ایک ہی راگ الاپتا ہے۔ ہمیں جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم من مندر میں اُس کا سُریلا راگ سن سکتے ہیں اور جس وقت ہم میں ہر ایک یہ سُریلا راگ سُننے لگے گا ہندوستان کا بیڑا پار ہو جائے گا۔

• سچا پریم سمندر کی طرح اتھاہ ہے اسکی لہریں اندر سے اُٹھ کر ساری حدوں اور قیدوں کو توڑ دیتی ہیں اور سارے سنسار کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہیں۔

• سچا پریم کبھی کچھ مانگتا نہیں ہمیشہ دیتا ہی ہے۔ پریمی کشٹ سہا رہتا ہے مگر اُف نہیں کرتا بدلے کا تو خیال بھی اُس کے دِل میں نہیں آتا۔

• تلوار کا تو میں تیاگ کر چکا ہوں اسلئے سوائے پریم کے پیالے کے میرے پاس اپنے دشمنوں کے لئے اور کیا ہے؟ یہ خیال پیش کر کے مجھے آس ہے کہ میں اُنہیں اپنے نزدیک کھینچ لاؤنگا۔

• پریم جس کی بنیاد اپنے پریمی کے اوصاف پر ہے ایک سودا بازی ہے۔

• سچا پریم تو دُکھ قبول کرتا ہے۔ وُہ عوضانہ میں کچھ نہیں مانگتا۔ (مہاتما گاندھی)

"نئی دُنیا، نیا اُجالا ہے"

عزمِ صادق کا بول بالا ہے
اس کے سر پر سنہری ہالا ہے!

کل کے پردے میں چھپ نہیں سکتا
آج کا رنگ ہی نرالا ہے!

سارے دمِ خم فضول ہیں اُسکے
جس نے غیرت کو بیچ ڈالا ہے!

ہوگا لت پت ضرور وہ اس میں
جس نے کیچڑ ہی خود اچھالا ہے!

عزم سنتا نہیں ہے یہ طعنے
کون قسمت بدلنے والا ہے؟

آگے بڑھنے سے جو نہیں ڈرتا
اُسکی اردل میں ہی ہمالا ہے

لے کے آئیں گے انقلاب نیا
دِل نے اُن ولولوں کو پالا ہے

بخت ور ہے وہ رِند اے دوست!
جس کو ساقی نے خود سنبھالا ہے

ساری دُنیا سرور میں ہوگی
دور ایسا بھی آنے والا ہے

اونچی نیچی خدا کی دھرتی پر
ہم نے اُلفت کا بیج ڈالا ہے

کوشاں کیوں نہ اُڑیگی تاریکی؟
نئی دُنیا، نیا اُجالا ہے

وقت کا پیغام

اپنی قسمت کا ستارہ بھی درخشاں کیجئے۔ جس طرح ہو اہتمام قدرِ انساں کیجئے
بیکسوں کو بھی ہوائے دہر ہوگی سازگار۔ رنج و راحت بانٹ لینے کا تو ساماں کیجئے

(گوربچن سنگھ کوشاں)

"قومی غزل"

(اُستادِ فن جناب پنڈت لبھو رام صاحب جوشؔ ملسیانی)

ہر اک شمع ہے انجمن کے لئے سب اہلِ وطن ہیں وطن کے لئے

نہ رکھ پاس کوڑی کفن کے لئے خزانے لُٹا دے وطن کے لئے

وُہی نبض ہے زندگی کا نشاں تڑپتی رہے جو وطن کے لئے

ڈھل آئے ہیں آنکھوں سے کچھ اشکِ غم یہ موتی ہیں تحفہ وطن کے لئے

مُصیبت ہے تیرا یہ خوابِ گراں نہ ہو بارِ خاطر وطن کے لئے

ضرورت نہیں تجھ کو دستار کی کفن باندھ اپنے وطن کے لئے

وطن کی غریبی پہ نالاں نہ ہو خزانہ ہے تُو خود وطن کے لئے

وطن ہے جو تیرے لئے اے عزیز ترا جسم بھی ہے وطن کے لئے

اسی موت میں ہیں مسیحائیاں مبارک ہے مرنا وطن کے لئے

اگر تیغ رکھتے نہیں جوشؔ تم
قلم ہاتھ میں لو وطن کے لئے!

• میں یہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ انسان ہمیشہ کیلئے انسان کا دُشمن ہو سکتا ہے اور آواگون کے مسئلے کا قائل ہوتے ہوئے مجھے کامل اعتماد ہے کہ اگر اس جنم میں نہیں تو میں کسی اگلے میں ضرور ساری انسانیت کو اپنی گودی میں سمیٹ لوں گا۔ (مہاتما گاندھی)

"شکتی"

(ایک ہندی گیت)

بگڑی قسمت پر رونے سے دکھ کا انت نہ ہوگا

بجھتے دیپک جل نہ سکیں گے پھیلے گا اندھکار
اندھیاروں سے بھور کی آشا رکھنی ہے بیکار
ٹوٹے گا ہر سندر سپنا من نشچنت نہ ہوگا
بگڑی قسمت پر رونے سے دکھ کا انت نہ ہوگا

جیون کی جب بھینٹ چڑھے گی جاگے گی تقدیر
ٹوٹ ہی جاتی ہے شکتی کے بل سے ہر زنجیر
تن کا اجلا من کا کالا سادھو سنت نہ ہوگا
بگڑی قسمت پر رونے سے دکھ کا انت نہ ہوگا

غرق ہی کر دیتی ہے رزمی ملاحوں کی بھول
خون کی چھینٹوں سے بنجر میں کھل جاتے ہیں پھول
موت کے ڈر سے جو کانپے گا وہ سا ونت نہ ہوگا
بگڑی قسمت پر رونے سے دکھ کا انت نہ ہوگا

(جناب سجاد رزمی)

غدّارِ وطن سے خطاب

غدّارِ وطن کون ہے؟ جو دُوسرے مُلکوں کے التفات پر ہی جیتا ہے یا اُن سے وفا کی آس رکھتا ہے یا وُہ جو اپنے وطن کو اونچا اُٹھانے کی بجائے تفرقہ خیز کارروائیوں میں حصّہ لیتا ہے۔ خلدآشیانی علّامہ سیماب اکبرآبادی نے ایسے ہی کسی غدّارِ وطن کے ناپسندیدہ کردار پر تبصرہ کیا ہے۔ (کوشاں)

●

لذائذ کے عِوض اپنی حمیّت بیچ دی تُو نے
شکم سیری کی خاطر اپنی غیرت بیچ دی تُو نے

مٹادی وُہ امانت جسکی قیمت ہو نہیں سکتی
بہائے دوجہاں جو تھی وہ عظمت بیچ دی تُو نے

کیا تھا جمع جانبازوں نے جسکو جاں فروشی سے
روپہلی چند ٹکڑوں پر وُہ دولت بیچ دی تُو نے

کوئی تجھ سا بھی بےغیرت زمانے میں کہاں ہوگا؟
بھرے بازار میں تقدیرِ ملّت بیچ دی تُو نے

ترے پاس اب بجز مکروریا ہے اور کیا باقی؟
صداقت بیچ دی تُو نے محبّت بیچ دی تُو نے

کچھ ایسا سحر تجھ پر چل گیا دُنیائے باطل کا
کہ اپنے ہاتھ سے اپنی حقیقت بیچ دی تُو نے

شراب وبیضہ و قہوہ سے مانگی عارضی گرمی
جو تھی تیری رگوں میں وُہ حرارت بیچ دی تُو نے

وُہی دو روٹیاں اور اِک پیالہ تیری قسمت ہے
یہ کن داموں متاعِ علم و حکمت بیچ دی تُو نے؟

(رسالہ پیام چندن لدھیانہ فروری سے مارچ ۱۹۵۶)

"پیغامِ حق"

(فخرِ پنجاب آنجہانی مولانا فیاض ہریانوی کا اُستادانہ کلام)

اُس کی ہستی کیوں نہ ہو ننگِ وطن — جس کا دِل حبِّ وطن سے ہے اُچاٹ

سُود و بہبُودِ وطن سے بے نیاز — کچُھ نہیں ہے وائسرائے ہو کہ لاٹ

ہم ہُوئے بحرِ سیاست سے نہ پار — کِس قدر چوڑا ہے اِس دریا کا پاٹ

قصرِ اہلِ زر میں ہیں زرّیں پلنگ — گھر میں بے زر کے کھٹولا ہے نہ کھاٹ

کِس قدر چالاک ساہوکار ہے — کِسقدر ہے سادہ دِل بے علم جاٹ

دادرس ہو عدل اَور اِنصاف کر — اصل و فرعِ نخلِ جَور و ظُلم کاٹ

نیست و نابُود ہو عزّت نہ کھو

خاک ہو خاکِ درِ اعدا نہ چاٹ

مطبوعہ اخبار "پرکاش" لدھیانہ
(۳ مارچ ۱۹۶۳)

"نیا ہندوستاں پیدا کریں"

(امیر الشعراء پروفیسر تلوک چند محروم ایم اے آنجہانی) کے قلم سے

دل اگر شائستۂ دردِ نہاں پیدا کریں ہر غمِ جانکاہ سے آرامِ جاں پیدا کریں

کفر و دیں میں اتّحادِ جاوداں پیدا کریں نالۂ ناقوس سے بانگِ اذاں پیدا کریں

امتیازِ "این و آں" سے این و آں دونو تباہ اب نہ ہرگز امتیازِ این و آں پیدا کریں

ایک ہم ہیں اپنے گلشن کو جو صحرا کر چکے ایک وہ ہیں دشت میں جو گلستاں پیدا کریں

آدمیّت کو نہ چھوڑیں ہم غنیمت ہے یہی کون کہتا ہے صفاتِ قدسیاں پیدا کریں

جو محبّانِ وطن شانِ وطن پر مر مٹے خاک سے اُن کی نیا ہندوستاں پیدا کریں

دور دنیا سے کہیں اے طبعِ مضموں آفریں اک خیالی عالمِ امن و اماں پیدا کریں

نکتہ چینی سے نہ باز آئیں گے ہرگز نکتہ چیں

لاکھ اے محروم ہم حسنِ بیاں پیدا کریں

دِل کی آوازیں

دِلِ مضطر! تجھے آرام نہ آنے پائے
صبح و شام کا چکر ہی اگر زندگی ہے؟

ضبط رکھ عشق پہ الزام نہ آنے پائے
کیوں کہوں گردشِ ایام نہ آنے پائے

عزمِ راسخ کی یہ کرامت دیکھ
سرفرازی اسی کا ہے حصہ

مجھے طوفاں نے خود ابھارا ہے
سر کٹانے کا جس کو یارا ہے

زیست کے پچھلے فسانے کو کبھی یاد نہ کر
عشق میں عادتِ تسلیم و رضا کر پیدا

بن پڑے تذکرہ کوشش برباد نہ کر
امتحاں سخت سہی شکوہ بیداد نہ کر

جائے گا جذب و شوق سے تو بھاگ کر کہاں؟
نیت کو صاف رکھ کہ عمل رائگاں نہ ہو

غم سے فراغ، درد و الم سے مفر کہاں؟
پرہیز جب نہیں تو دوا کا اثر کہاں؟

منکسر ہو کے تو کس لئے ممتاز نہ ہو
کر قبول اسلئے تو مشورہ دلِ کوشاں!

یہ تو دستور نہیں سر دیکھے ہی سرافراز نہ ہو
یہ جو کہتا ہے کہیں غیب کی آواز نہ ہو

(گوربچن سنگھ کوشاں)

"آئینہ اخلاق سے پانچ جھانکیاں"

"عمل"

سمندر اُسی کا طرف دار ہے
قوی ہاتھ میں جس کے پتوار ہے!

"افسری"

مزا بھی اُٹھا لے زباں بھی نہ کاٹ
یہ تلوار پر شہد ہے اس کو چاٹ

جاہل کو نیکی بدی ایک ہے

ہے جاہل کو نیکی بدی بات ایک
کہ سوتے ہیں اندھے کو دن رات ایک

دلیری اور بلندی

بلندی سے ہوں سربلند آشنا
ہو ہو نیچے پہاڑوں کی اونچی ہوا
بلندوں کو پستی سے ہے اجتناب
پکڑتا نہیں مکھیوں کو عقاب!

دوستی

جو نیکی سے مل جائیں دو دل کہیں
تو اُس سچی اُلفت کو صد آفریں
جو ساتھی ہو روٹھے نہ چھوٹے کبھی
وہ کر دوستی جو نہ ٹوٹے کبھی

پہاڑوں سے ملنے نہ آئیں پہاڑ
ملیں یار یاروں سے جیسے کواڑ

(خواجہ دل محمد دلؔ ایم اے لاہور)

چبھتے نشتر

حضرت اکبر الہ آبادی

سبق آموز طنزیہ شعر

کھوئے دیتے ہو جو تم مذہب و ملت اے یار!
کیا سمجھتے ہو کہ مل جائے گی تقدیر نئی ؟

— موت کے آگے حکمت نہیں چلتی —

سیٹھ جی کو فکر تھی اک اک کے دس دس کیجئے
موت آ پہنچی کہ حضرت جان واپس کیجئے

— ضروری کام نیچر کا جو ہے کرنا ہی پڑتا ہے
نہیں جی چاہتا مطلق مگر مرنا ہی پڑتا ہے!

پنڈت خوشدل دہرہ دون — (اپنا اپنا شوق)

پرورش کیوں نہ ہو سب بچوں کی دایہ کے سپرد
میم صاحب کو تو کتے پالنے کا شوق ہے
کل کے لیڈر کو جنوں تھا خدمت و ایثار کا
آج کے لیڈر کو غنڈے پالنے کا شوق ہے

حضرت جادوگر (ساحر کپور تھلوی مرحوم)

وہی مشہور ہیں دنیا میں سیانے
ہیں جن کی آجکل کوٹھی میں دانے
قلم لاکھوں پہ ہے گرچہ ہمارا
مقدر میں مگر ہیں تین کانے
نہیں رغبت کسی کو رام دھن[1] سے
بہت مقبول ہیں فلموں کے گانے

—

[1] گاندھی جی کا پیارا گیت

سچائی یہ ہے!

ابوالاعجاز جناب امر چند قیسؔ

حُسن کی برہمی سے ڈرتا ہے
ورنہ دِل کب کسی سے ڈرتا ہے!

کم نہیں ہے بلا سے دِل کی لگی
دِل بھی اب دِل لگی سے ڈرتا ہے!

آدمی ڈرتا تھا خُدا سے کبھی
اَب خُدا آدمی سے ڈرتا ہے!

تیرا دیوانہ ہے بہت ہُشیار
عقل کی آگہی سے ڈرتا ہے!

دیکھ کر تیری دوستی کا مآل
ہر کوئی ہر کسی سے ڈرتا ہے!

دِل کبھی نامِ غم سے ڈرتا تھا
اَب خیالِ خوشی سے ڈرتا ہے!

عِشق کی تیرگیٔ بخت نہ پوچھ
حُسن کی روشنی سے ڈرتا ہے!

دُشمنی سے تو خوف لازم تھا
قیسؔ کیوں دوستی سے ڈرتا ہے؟

گوربچن سنگھ کوشل

صدائے غم سناتا ہوں میں یہ قومی ترانوں میں
ہمارا عزم سوتا ہے ابھی تک چنڈو خانوں میں

کئی ایسے بھی دُشمن ہیں وطن کے مہربانوں میں
جنہوں نے آگ بھڑکائی ہے ہنستے بوستانوں میں

کسی ہمدرد نے جنّت میں ایسی آگ پھینکی ہے
چمن بے آب جھگڑے ہو رہے ہیں باغبانوں میں

حیات و موت کی منزل پہ پہنچا قافلہ اُن کا
کشاکش بڑھ گئی اپنی زباں کے پاسبانوں میں

محافظ دیش کے بنکر جو کوشاں نام پائیں گے
اُنہیں کا [illegible] داستانوں میں

"دِل کی گہرائیوں سے!"

مجھ سے چمن میں نوک کی لیتے ہیں خار تک

لسان الاعجاز پنڈت میلا رام وفا:-

جی پر بھی ہم نے جبر کیا اختیار تک — جیتے رہے اخیر دم انتظار تک
کس کو نصیب ہوتے ہیں پھر جلوہ ہائے مے — جیتا ہے کون دیکھئے اگلی بہار تک؟
اُف رے ستم کہ بہرِ دعائے وصالِ غیر — وہ پاؤں چل کے آئے ہیں میرے مزار تک
تم بھی کرو نہ جبر شب و روز اس قدر — ہم بھی کریں گے صبر مگر اختیار تک

شاکی نہیں ہیں نخوتِ گل ہی کا اے وفا
مجھ سے چمن میں نوک کی لیتے ہیں خار تک

شاعرِ اعظم سردار کرپال سنگھ صاحب بیدار۔ ایم اے

ستاروں کی بلندی پست ہے اُسکی نگاہوں میں — جو اپنی خاک سے کر لے عروجِ آسماں پیدا!
خِرد در دِ طلب سے سالہا بیتاب رہتی ہے — بڑی مشکل سے ہوتی ہے نگاہِ رازداں پیدا

عقل گستاخ ہے رندی سے اُلجھ پڑتی ہے — اِس کو میخانے کے آداب سکھادے ساقی!
ایک ہی گھونٹ سے بیدار بہک اُٹھتا ہے — ایسے کم ظرف کو محفل سے اُٹھادے ساقی!

گورچین سنگھ کوشاں:- ـــــ ایک غزل کا ایک شعر ـــــ

حاصل سمجھ حیات کا سوزِ دوام کو — لذّت ملے گی درد میں اسکی شفا نہ مانگ

ہمارا گاندھی ——— (شوق فتح پوری)

(۲ اکتوبر (گاندھی جنم دِن) سے متعلق ایک نظم)

بیکسوں درد کے ماروں کا سہارا گاندھی
جنگِ آزادیٔ انساں کا صف آرا گاندھی
اہلِ دل کے لئے قدرت کا اشارا گاندھی
عرشِ عظمت کا درخشندہ ستارا گاندھی
ساری دُنیا کا ہے محبُوب ہمارا گاندھی!

معدنِ ہند کا اِک لعلِ گراں قیمت تھا
اہلِ عالم کے لئے آئینۂ قسمت تھا
عزمِ جمہور کے حق میں ہمہ تن رحمت تھا
بُوڑھا ہو کر بھی جواں بخت، جواں ہمّت تھا
راہ بر، راہ نما دیش کا پیارا گاندھی

جب اُٹھا ہند میں اِک جور و ستم کا طوفاں
چار سُو پھیل گیا وحشت و نفرت کا دھواں
یاد ہے ایسے میں آنکھوں نے جو دیکھا تھا سماں
کیونکر اس مردِ مجاہد کی سو ہمّت کا بیاں
لگ گئی جان بھی داؤ پہ، نہ ہارا گاندھی!

(۳۰ ستمبر ۱۹۶۱ء کے سپیچ لدھیانہ سے)

"شعروں میں کچھ شکایتیں"

فریبِ آرزو

جناب نقی انجم:-

پھول ایک اک کر کے مرجھاتے رہے
ہم بہاروں ہی کے گن گاتے رہے

اُن کی بے مہری کو کہہ کر مصلحت
ہم بھی اپنے جی کو بہلاتے رہے

منزلیں اب تک ہیں گرمِ انتظار
قافلے آتے رہے جاتے رہے

اُن کے ہر عذرِ شکستِ عہد پر
ہم فریبِ آرزو کھاتے رہے

ہائے انجم کس قدر نایاب لوگ
زندگی بھر ٹھوکریں کھاتے رہے

یہ مرنا ہے کہ جینا ہے؟

جناب حفیظ جالندھری:-

جہاں مٹی کا ہر پُتلا عدوئے حق پرستی ہے
یہ انسانوں کی دُنیا ہے کہ شیطانوں کی بستی ہے

یہ کس کم ظرف نے تقسیمِ نو کی طرح ڈالی ہے؟
کہ ہمت جس کی عالی ہے اسی کا جام خالی ہے

جنہیں قُدرت نے بخشا ہی نہیں اندازِ رندانہ
اُنہی کے سامنے شیشہ اُنہی کے ہاتھ پیمانہ

یہ میخانہ جہاں جینا لہُو کے گھونٹ پینا ہے
تو ہی انصاف کر ساقی یہ مرنا ہے کہ جینا ہے

(اخبار "صبح" لدھیانہ ۲۷ مئی ۱۹۶۱ء)

مہاتما گاندھی

سراج الہ آبادی

جب غلامی کی اداؤں سے ہوئی تسخیرِ ہند
ہو چکی تبدیل تاریکی میں ہر تنویرِ ہند
بک چکی ذلت کے ہاتھوں عزت و توقیرِ ہند
ہر طرح کچلی گئی روندی گئی تقدیرِ ہند
ہو چکا پامال تو اک نقش ابھرا خاک سے
اور غنچہ مسکرا اٹھا خس و خاشاک سے

جس کی نکہت نے کیا سرشار ہندوستان کو
جس نے بخشی جان ہر اک ذرۂ بے جان کو
جس نے مُردہ قوم کے تازہ کیا ایمان کو
جس نے دوبالا کیا خاکِ وطن کی شان کو
پھر وہی غنچہ بڑھا آگے تو گاندھی ہوگیا
ظالموں نے اک ہوا سمجھا تھا آندھی ہوگیا

پریم بُلاوا

(ایک پنجابی نظم اُردو میں)

(شری کنور داس مل چوہان داس جالندھری)

چھڈ کے سارے جھگڑے جھانجے
آجا دِل چوں دُوئی مٹا ییٔے
گھُن گھیر چو پھیر نے گھیری
ڈُبدی بیڑی بنے لا ییٔے
چھڈ کے حاسد دُنیا ساری
پریم نگر وِچ جھگی پا ییٔے
بن کے سچے امن پجاری
اپنے دیش نوں سورگ بنا ییٔے
آزادی نے خوشی دِکھائی
آجا گیت وطن دے گا ییٔے
گزرے وقت نوں دِلوں بھُلا کے
آ دِیرا اگل دکڑی پا ییٔے

مُردہ دلاں نوں ہوش پھر آئی
مُردہ جذبے پھڑک پئے نے
وَدھی ہے ایسی بے اتفاقی
بھائی بھائی کھڑک پئے نے
جنہاں سنتھ سی آس ڈنگوری
اوہو سینے رڑک پئے نے
دیش دی ایسی حالت تک کے
میرے بازو پھڑک پئے نے
جھگڑا دا توڑ نہ جاوے
تانی دے وِچ تتنہ سیر پا ییٔے
وِچھڑے رَل جیوں مِلدے نے
آ دِیرا اگل دکنی پا ییٔے

گنڈھا چھلیاں کجھ نہیں مِلنا
گنڈھا چھِل چھِل گنڈھ نہ پاوں
ساڑ کیسے دا توں نہ سینہ
بیشک کسے نوں ٹھنڈ نہ پاوں
پھٹاں اتے لوُن تے نہ پا
نہیں چاسند اتے کھنڈ نہ پاوں
اِک ہو کے جے بہہ نہیں سکدا
پھُٹ دی بھیڑی ڈنڈ نہ پاوں
جے کر اسیں یکجان نہیں ہو گئے
کاسنوں جگ دا دیپ بجھا ییٔے
پنگھا وِیرا ہور ہے کیہڑا
آ دِیرا اگل وکڑی پا ییٔے

ہر شعر میں پیغام

(ایک غزل کے چار شعر)

باغِ جہاں کو حسن دے رنگینیٔ بہار
ابرِ کرم کی آس رکھ قطرۂ قضا نہ مانگ

ساقی کے التفات سے دو گھونٹ ہیں بہت
ہوکے ذلیل ملتا ہو تو میکدا نہ مانگ

قدرت سے رزق ملتا ہے سچے فقیر کو
مستی کی شان اس میں ہے دیگر صدا نہ مانگ

یہ راز اہلِ فقر سے میں نے بھی پا لیا
جبتک خلوصِ دل نہیں کوشاں دعا نہ مانگ

جوشِ جنوں میں جو بھی سجدہ دل میں جھک گیا ہوں
لیکن خبر نہیں ہے ملتا کہاں خدا ہے!

جو روا رکھے پرائے اور اپنے میں تمیز
اُس کو دھوکا جانیے وہ بندگی اچھی نہیں!

آرزو کا سراب ایسا ہے
جس کا دھوکا نظر نہیں آتا!

بے عمل خواہش تجھے منزل دکھا سکتی نہیں
پیاس گلشن کی کبھی شبنم بجھا سکتی نہیں

آسودگی کا مُنہ جو دیکھیں کبھی جہاں میں
پھر ہم بھی مان لیں گے اپنا کوئی خدا ہے

تکمیلِ آرزو پہ محشر نہ کیوں بپا ہو؟
انسان آجکل کا خود سر ہی ہو گیا ہے

(گوربچن سنگھ کوشاں)

نہنگ صاحب کی دو نظمیں

جب گیت محبت گاتی ہے!

جب گیت محبت گاتی ہے — سرشار زمانہ ہوتا ہے
ہر ہونٹ پہ کیف و مستی کا — خوش رنگ فسانہ ہوتا ہے
تلخی کی نظر شرماتی ہے
جب گیت محبت گاتی ہے

سب اہل مذاہب ملتے ہیں — کچھ پھول وفا کے کھلتے ہیں
خوشبو کے طوفاں اُٹھتے ہیں — انہار بلاماں اُٹھتے ہیں
تقدیر بدل ہی جاتی ہے
جب گیت محبت گاتی ہے

محفل میں ترانے چھڑتے ہیں — کچھ راگ سہانے چھڑتے ہیں
دل سا کبھی بات سُناتا ہے — اُلفت کی تان اُڑاتا ہے
مُسکان لبوں پہ آتی ہے
جب گیت محبت گاتی ہے

پھوٹ

جب پھوٹ پڑی محکوم ہوئے
آزادی سے محروم ہوئے
مایوس ہوئے مغموم ہوئے
تکمیلِ محبت کر نہ سکے

جینے کی ادائیں تلخ رہیں
مذہب کی نوائیں تلخ رہیں
مشکوک وفائیں تلخ رہیں
تکمیل محبت کر نہ سکے

اَب آؤ ساتھی بن جائیں
دُنیا میں اُونچے کہلائیں
اس بات پہ آنسو برسائیں
ہم لوگ محبت کر نہ سکے

(اصل میں کسی قدر تبدیلی کے ساتھ)

میری دو حوصلہ افزا نظمیں

نذرِ عزم

کمندیں ڈال سکتے ہیں وہی اونچے ستاروں پر
جو مرنا جانتے ہیں عزم کے دلکش اشاروں پر

جو طوفانوں سے ٹکراتے ہوئے موجوں سے لڑتے ہیں
لگا دیتے ہیں اک دن وہ سفینوں کو کناروں پر

حبابوں کی طرح مٹتے ہیں وہ بادِ حوادث سے
رہے جیتے بھروسوں پر جو اوروں کے سہاروں پر

بہادر اور دلاور اُن کو دُنیا کہہ نہیں سکتی
جو سر رکھنا نہیں سیکھے کبھی تیغوں کی دھاروں پر

وطن کی آن پر مر کر ہوئے جو سُرخرو کوشاں !
ملیگی فوقیت اُن کو ہی لاکھوں اور ہزاروں پر

پنجاب کے شیرو میرے بھارت کے جوانو

تم گرمیٔ کردار سے اک آگ لگا دو
کوہسار کے دامن ہی میں سو جائینگے فتنے
سُلطانیِ معزول کی حالتیں ہیں کہانی
غیرت کی حرارت سے ہی یوں آگ بکھیرو
کس کام بھلا آئے گا پھر جوشِ جوانی؟
ہر شام و سحر زندگی و موت کا ہے اک سبق
اور دل میں کھڑا دیکھو گے اونچا سا ہمالہ

جذبات کے شعلوں کو ثریّا سے ملا دو
یہ وقت ہے بھارت کے مُحبّوں کو جگا دو
حق ہند کا انصاف سے تسلیم کرا دو
ہر سانس بھی تم اپنا شرربار بنا دو
میدان میں دُشمن کو بھی دو ہاتھ دکھا دو
مرنا ہے ہمیں کھیل یہ دُنیا کو دکھا دو
جے ہند کے نعروں کی اُسے گونج سُنا دو

رہبر بھی بن سکتے ہیں ہم امن کے عاشق
جینے کی یہی ریت زمانے کو سکھا دو

(گوربچن سنگھ کوشاں)

خبردار

وطن کے خیر خواہ نے کہا

پنجابیو! اغیار کی چالوں سے خبردار
دو بھائیوں میں تکرار بڑھاتے ہیں جو لیڈر
جو امن کے بندوں کو بھی بندھن میں پھنسائیں
مذہب کی سچائی کا جہاں نور نہیں ہے
ہتھیار اُٹھاتے ہیں جو فتنوں کو جگا کر
اِک باپ کے بیٹوں میں بھی جو فرق بتائیں

سوتے نہ رہو، لُوٹنے والوں سے خبردار
غداروں سے اُن عقل کے سالوں سے خبردار
تفرقے کے اُن مکر کے جالوں سے خبردار
ڈیروں سے خبردار، شوالوں سے خبردار
اخباروں سے بھی ہشیار رسالوں سے خبردار
گوروں سے چوکنے رہو، کالوں سے خبردار

ایسا نہ ہو اپنوں کو اُلجھتے ہوئے دیکھیں
ہاتھ اُن کے گریبانوں پہ چلتے ہوئے دیکھیں

(روزانہ صداقت لدھیانہ ۱۶ مئی سنہ ۶۸ء میں چھپی نظم)

(گوربچن سنگھ کوشاں)

نئے ارادے

سعیٔ پیہم آزما لی جائے گی
پیشقدمی سے رکیں گے پھر نہ ہم
ولولے دل ہی میں جن کے سو گئے
مر کے بھی ارمان مجھ سے کہہ گئے
عشق صادق موت سے ڈرتا نہیں
نام ہو میں تا ابد زندہ رہوں

عزم کے سانچے میں ڈھالی جائے گی!
باگ جب اگلی اُٹھا لی جائے گی!
اُن کی ہر تدبیر خالی جائے گی!
اِک نئی دُنیا بسا لی جائے گی!
جان کی بازی لگا لی جائے گی!
دل سے ہی کوشاں دُعا لی جائے گی!

(گوربچن سنگھ کوشاں)

راہی سے!

ایک بار خلد آشیانی وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے کہا تھا تعمیری کام کرنے والے کا رتبہ یاتری سے کم نہیں ہے کیونکہ مستقل مزاج راہی بنکر وہ اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے اسی خیال زریں سے متاثر ہوکر میں نے یہ نظم لکھی تھی ——— (کوشاں)

(۱)

راہیں کیا ہیں گورکھ دھندے
آگے پیچھے کانٹے پھندے
ڈھونڈ لو ساتھی اچھے بندے
چل نکلے پچھتاتے کیوں ہو۔ راہی تم گھبراتے کیوں ہو؟

(۲)

عزم ہو پھر دشواری کیسی؟
مجبوری ناچاری کیسی؟
ہمت سے بیزاری کیسی؟
مشکل سے ڈر جاتے کیوں ہو۔ راہی تم گھبراتے کیوں ہو؟

(۳)

آگے بڑھنا کام بڑا ہے
جرأت کا انعام بڑا ہے
منزل پر آرام بڑا ہے
دوری کا بھئے کھاتے کیوں ہو؟ راہی تم گھبراتے کیوں ہو؟

(۴)

بڑھتے جاؤ باگ سنبھالے
راہ کیوں روکیں نیزے بھالے
بن کے دکھاؤ مرد جیالے
دل اپنا دھڑکاتے کیوں ہو؟ راہی تم گھبراتے کیوں ہو؟

(۵)

جوشِ عمل کی دھاک بٹھاؤ
آگے ہی اب بڑھتے جاؤ
کرنا ہے جو کر کے دکھاؤ
جی میں خدشہ لاتے کیوں ہو؟
راہی تم گھبراتے کیوں ہو؟

(گوربچن سنگھ کوشاں)

(مطبوعہ روزنامہ ترجمان لدھیانہ ۲-۱۱-۵۶)

اے وطن! پیارے وطن

(اگورہ بچن سنگھ کوشاں)

تیرے بیٹوں کو اُسی جوش حمیت کی قسم
سرفروشی جو سکھائے اُس شجاعت کی قسم
تیری حُرمت پہ مٹیں گے تیری عظمت کی قسم
ہم اُجڑنے دے نہیں سکتے تیرے کھلتے چمن!
اے وطن پیارے وطن!

تیری خدمت سے کبھی مُنہ موڑ سکتے ہی نہیں
حوصلے دِل میں جو ہیں دم توڑ سکتے ہی نہیں
مُشکلوں میں ساتھ تیرا چھوڑ سکتے ہی نہیں
ہم اُجڑنے دے نہیں سکتے تیرے کھلتے چمن!
اے وطن! پیارے وطن!

درد بانٹیں گے ترا ہر حال میں ہر رنگ میں
ولولے ٹھنڈے پڑیں کیوں خواہش و اُمنگ میں
دُشمنوں کو مات دے سکتے ہیں ہم ہر جنگ میں
ہم اُجڑنے دے نہیں سکتے تیرے کھلتے چمن!
اے وطن پیارے وطن!

(مطبوعہ روزنامہ ملاپ جالندھر ۹ فروری ۷۲ء)

نئے مشورے

جناب ظہیر کاشمیری :-

کبھی ہوا کا کبھی اپنا رُخ بدل کے چلو
یہ دور برق و شرر ہے سنبھل سنبھل کے چلو

غمِ حبیب کے سانچے بہت پرانے ہیں
غمِ حیات کے سانچوں میں آج ڈھل کے چلو

فضا تجلیٔ شب تاب کو ترستی ہے
چراغِ راہ بنو ہر قدم پہ جل کے چلو

زمانہ ہستیٔ ساحل کا اب نہیں قائل
خیالِ موجۂ طوفاں اچھل اچھل کے چلو

اسی میں حکمتِ آسائشِ جہاں ہے ظہیر
کہ خاک پھانک سکو اور خون اگل کے چلو

جناب گیان چند صاحب منصور فرزند قیس جالندھری

فضائے دشت ہوائے چمن بدل ڈالیں
اٹھو جہان کا نظمِ کہن بدل ڈالیں

رہے ہیں مدتوں پامالِ ستم مگر اب تو
ادائے گردشِ چرخِ کہن بدل ڈالیں

کمند پھینک کے اوجِ مہ و ثریا پر
یہ سرنگونیٔ اہلِ وطن بدل ڈالیں

وطن کے صاحبِ محمل پہ جان نثار کریں
دماغِ قیس و دلِ کوہ کن بدل ڈالیں

غزل کا وقت نہیں اب عمل کا دور آیا
نوائے نغمہ و رنگِ سخن بدل ڈالیں

قدم اٹھا کے شہادت کے جادۂ نو پر
طریقِ کہنۂ دار و رسن بدل ڈالیں

گاندھی جی نے کہا

خدا:- میری نظر میں سچائی ہی خدا ہے میں سچائی ہی کو خدا مانتا ہوں۔

اخلاق اور علم:- ہر علم کا مدعا اخلاق کو تقویت دینا ہونا چاہیئے۔

تہذیب:- میں ماڈرن تہذیب کا ہمیشہ کٹڑ مخالف رہا ہوں۔

تعلیم:- اگر لڑکے اور لڑکیاں سکولوں میں دھرم نہیں سیکھتے تو تعلیم پر خرچ کیا گیا وقت اور روپیہ قومی نقصان ہی سمجھا جائیگا۔

مزدور:- کوئی بھی ملک لکھپتیوں اور سرمایہ داروں کے بغیر تو جی سکتا ہے۔ مگر مزدوروں کے بغیر نہیں۔

سیاست:- میری سیاست اور دھرم ایک ہیں اسلئے میں سیاست میں بھی سچائی کی طرف داری کروں گا۔

جمہوریت:- میرے تخیل کی جمہوریت وہ ہے جس میں کمزور اور طاقتور دونوں سکھی رہیں اور انہیں برابر کی سہولتیں مل سکیں۔

شراب:- بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ اپنے متوالوں کا اخلاق برباد کر دیتی ہے۔

چھوت چھات:- اگر چھوت چھات ہندو دھرم کا حصہ ہے تو میں ہندو نہیں ہوں۔

ہمدرد دوست نے لکھا

پنجاب کے ادب دوست سیاستدان سردار گیان سنگھ صاحب راڑیوالہ بی اے سابق چیف منسٹر (پیپسو) میری ابتدائی ادبی زندگی سے مانوس رہے ہیں اور میرے ہر اچھے ادبی و صحافتی شوق کی قدردانی بھی کرتے آئے ہیں۔ پچھلے سال میں نے اُن کا ایک دلکش مضمون "سچے مسیحا نانک" انگریزی سے ترجمہ کرکے اپنی "سب کے پیارے نانک" نامی کتاب میں دے دیا تھا۔ اِس دفعہ گاندھی جی کے جنم دن پر شائع کئے جانے والے کتابچہ کے لئے مجھے اُن کا ایک مکتوب ہی اتنا حقیقت افروز نظر آیا کہ میں اسے بھی اپنی قلمی کاوش کا محرک سمجھ کر "حسابِ دوستاں در دل" کے خوشنما البم میں سجانے کی جرأت کر رہا ہوں۔ جذبۂ یگانگی نے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ (کوشاں)

محبّت نامہ

راڑہ صاحب
۲۰ جولائی سنہ ۱۹۷۵ء

پیارے کوشاں جی

ست سری اکال۔ آپ کا خط مرقومہ یکم جولائی ۷۵ء مجھے مل گیا اب یہ یاد نہیں پڑتا کہ اس کا جواب بھی میری طرف سے دیا گیا یا نہیں، حافظہ اب اتنا ساتھ نہیں دیتا۔

خیر اِس کوتاہی کی معافی چاہتا ہوں۔ دوبارہ پھر لکھ رہا ہوں۔ سوڈھی صاحب! اپنوں سے فائدہ پانا تو در کنار، خدا اُن کی مہربانیوں سے ہی محفوظ رکھے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ ہر چہ با من کرد آں آشنا کرد

انسان فطرتاً احسان فراموش ہے اسلئے گلہ یا شکوہ کس سے کریں؟ آپکو بھی دنیاوی آلائشوں سے اُوپر اٹھ کر ادبی خدمت کرنی چاہیئے! آپ نمائیت کا کام کرنے کے لئے ہی پیدا نہیں ہوئے۔ یہ تو ہر نااہل بھی کر سکتا ہے۔ آپ علم و ادب کے دائرہ میں کام کریں۔ اور حیاتِ جاوداں حاصل کریں گاہے بگاہے ادھر بھی چکر لگا جایا کریں۔

آپ کا خیر اندیش
(گیان سنگھ راڑیوالہ)

(پیغامِ عمل)

"نئے سورج کی تنویریں"

عمل ہی جن کا شیوہ ہے انہیں ملتی ہیں تاثیریں
نئی اک آگ پیدا ہو اگر پتھر کا دل چیریں

ہزاروں پینترے بدلیں وہ کرتیں لاکھ تدبیریں
ہمیشہ کھا نہیں سکتے منافع خور بھی کھیریں

خدا کا نام لیکر لوٹ لیتے ہیں غریبوں کو
نئے پیروں کے خرقے میں لگی ہیں مکر کی لیریں

تڑپ سچی اگر پیدا ہو دردِ عشق سے دل میں
فلک کو بھی ہلا دیگی تری آہوں کی تاثیریں

نئی راہیں بنا جائیں جو سوتوں کو جگا جائیں
مبارک ہی ہوا کرتی ہیں اُن خوابوں کی تعبیریں

خدا توفیق دیتا ہے انہیں جو یہ سمجھتے ہیں
بنانے سے ہی بنتی ہیں جوانمردوں کی تقدیریں

طلب ہے زندگی کی اب تو طوفانوں کا رُخ موڑو
نہیں نعروں سے ہو سکتیں کبھی تبدیلیوں کی تفسیریں

اُنہیں ہے فکرِ مستقبل نہ غم کچھ دورِ ماضی کا
جنہیں منزل دکھاتی ہیں نئے سورج کی تنویریں

(سوڈھی گوربچن سنگھ کوشاں)

پہلی اور آخری دُعا

(ایک سچے وطن پرست کی زبان سے)

یہ دُعا میری ہے یارب ہند کو توقیر دے
قوتِ جہد و عمل دے جذبۂ تعمیر دے

اے خدا شیرازۂ نظمِ چمن کو باندھ دے
رشتۂ اخلاص سے سارے وطن کو باندھ دے

ایک لَے ہو، ایک نغمہ، ایک سرگم ایک ساز
ایک منزل ہو وطن کی اے خدائے بے نیاز

ایک ہی آواز نکلے بربطِ صد تار سے
کٹ مریں دشمن وطن کی ایکتا کی دھار سے

فرقہ فرقہ میں رواداری بھی ہو ایثار بھی
ہو قلم بھی ہاتھ میں اور تیغِ جوہر دار بھی

(جناب مہدی نظمی رام پوری)

گاندھی جی کے جنم دِن کا سندیش

ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی (ضلع روپڑ) کے گاندھی بھگت پردھان شری کانشی رام جی لکھتے ہیں :-

مہاتما گاندھی جی کے جنم دِن پر شائع کئے جارہے کتابچہ "آج کے پیغام" کی چھپ چکی پہلی کاپی (جس میں دیباچہ بھی لکھا گیا ہے) میری نظر سے گزری ہے ۔ مَیں سمجھتا ہوں سوڈھی گوربچن سنگھ کوشاں نے اپنی ادبی قابلیت کو واقعی ایک اچھّے کام کے لئے رجوع کیا ہے ۔ اس لئے گاندھی جنم دن کی یاد میں قلم کو حرکت دی ہے ۔

"سچّے دیش بھگت گاندھی جی کو مَیں امن کا سچّا پرچارک سمجھتا ہوں اور حیا پد درویش بھی مانتا ہوں ۔ اُن کے جیون سے مجھے رہنمائی ملتی رہی ہے اور آئندہ بھی اُنکی تعلیم اندھیرے میں اُجالا دکھاتی رہے گی ۔ ہم سب بھارتیوں کو اُن کے بتائے ہوئے راستے پر ہی چلنا چاہئے تاکہ ہم دُنیا میں نیا جُگ لانے کے مقصد میں کامیاب ہو سکیں ۔"

مہاتما گاندھی کی جے | جنم دن کی خوشخبری

مُلک بھر میں نشہ بندی لاگو کی جائیگی

نئی دہلی ۲۸ ستمبر ۔ معلوم ہوا ہے کہ ملک میں نشہ بندی پھر سے لاگو کئے جانے کا امکان ہے ۔ مرکز نشہ بندی پالیسی کو جو آئین کے ہدایاتی اصولوں میں سے ایک ہے ۔ صوبوں کو مالی امداد دینے کی سکیم پر غور کر رہا ہے ۔ اگرچہ مالی امداد کا تعین کیا جا رہا ہے ۔ اسکے باوجود خیال کیا جاتا ہے کہ یہ امداد اتنی ہوگی جس سے صوبوں کا مالی نقصان مناسب طور پر پُورا ہو جائے ۔ اس اہم سوال کا فیصلہ ۲ اکتوبر اگاندھی جنم دن سے پہلے پہلے کر دیئے جانے کی اُمید ہے ۔

بحوالہ روزنامہ پرتاپ جالندھر ۲۹-۹-۷۵

گاندھی جنم دن مبارک ہو!
لدھیانہ میں آپکے محبوب اور خدمت گذار ادارے
روزانہ
صداقت
اردو اخبار
ہفتہ وار
پنجابی پترکا
الیکٹرک
گورونانک پریس
لدھیانہ
گورونانک سٹیشنری مارٹ
چوڑا بازار۔ لدھیانہ
TRADE M.B MARK
ہمارے کارخانہ کے تیار کردہ
سلائی مشینوں کے پُرزے
اور
ہماری مشہور "ڈبی"
ایک بار خرید کر ضرور آزمائیے!
میسرز منوہر لال اینڈ سنز بسی پٹھاناں (پنجاب)

"آج کے پیغام"

پہلی بار ——— اکتوبر ۱۹۷۵ء

قیمت فی کاپی ——— ایک روپیہ

قلم کار ——— واسدیو لوتھڑہ خوشنویس

مطبوعہ ——— گورو نانک الیکٹرک پریس
چوڑا بازار لدھیانہ

——— (ملنے کا پتہ) ———

سوڈھی گوربچن سنگھ کوشاں

سنگت پورہ سوڈھیاں (ضلع پٹیالہ)
ریلوے سٹیشن ـــ سرہند